ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

گلدستۂ تسلیم

یعنی

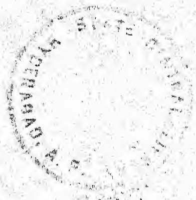
سالکِ کامل عارفِ واصل غوّاصِ بحرِ وحدانی قبلہ گاہی پیر و مرشد حضرت شاہ غلام جیلانی بادشاہ قادری قدس سرہ العزیز المتخلص بہ تسلیم مشائخ قصبہ گلگشن آباد میدک کے اُردو غزلیات کا انتخاب جو مریدوں اور طالبوں کے حق میں سراسر رموز دار شادات معرفت ہے۔

مرتبہ

خاکسار شاہ محمد ولی اللہ قادری ادیب گلشن آبادی غفر اللہ لہ ولوالدیہ
۱۳۲۶ھ

۱۹۰۸ء

مطبع محبوب النظام میں باہتمام محمد ولی الرحمٰن مہتمم مطبع طبع ہوئی



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گلدستۂ تسلیم

صورت ومعنیٰ میں جلوہ ہے تمام اللہ کا — دل پہ نام اللہ کا صورت پہ نام اللہ کا
زاہدو تم نام کو لیتے ہو نام اللہ کا — عارفوں سے پوچھ لو کیا ہے مقام اللہ کا
وہ خدا کا دوست ہے اور دوست ہے اسکا خدا — جس کے دل پر ذکر غالب ہے مدام اللہ کا
عینی ورسمی میں ہے فرقِ زمین وآسماں — نام لیتے ہیں اگرچہ خاص وعام اللہ کا
کاروبار حق نہیں محتاج اسباب مجاز — رات دن رہتا ہے جاری کن سے کام اللہ کا
ہو نہ دستور ازل میں تا ابد لغزش کبھی — کسقدر ہے بے تبدل انتظام اللہ کا
حق تعالےٰ کا ہو اندکو رسو لبیک سے — جو رہا تسلیمؔ ذاکر صبح وشام اللہ کا

دیگر

احمدا شاہد ومشہود ہے جلوا تیرا — سیدا صورت مقصود ہے چہرا تیرا
جلوۂ نور الٰہی ہے سراپا تیرا — صاف آئینہ کونین ہے چہرا تیرا
گلِ بستانِ صفا ہے رخ زیبا تیرا — سرو گلزار قدم ہے قدِ رعنا تیرا

کبھی باہر ترے حلقے سے نہ جائیگا کوئی
نور ہے انفس و آفاق کو گھیرا تیرا

کیا علو مرتبہ تیرا ہے کہ معراج کی شب
کفشِ پا تاج کیا عرشِ معلّا تیرا

تو ہے وہ طائرِ وحدت بعلوِ پروازی
قابَ قوسین پہ ہوتا ہے بسیرا تیرا

صاحبِ عرشِ معلّا سے ہمیشہ نازل
تحفۂ صلِّ علےٰ ہے منّ و سلوا تیرا

سب نے جانا کہ خدائی کا وسیلہ ہے یہی
عرش و افلاک پہ جب ہو گیا دورا تیرا

ہے ترے نور کے جلوہ سی دو عالم کا ظہور
خاص ہے نورِ الٰہی سے ظہورا تیرا

ہے ترا رنگ ہر اک نقشے میں پیدا لیکن
صبغۃ اللہ میں ہے ڈوبا ہوا نقشا تیرا

قدِ بے سایہ کے سایہ میں ہیں اہلِ عصیاں
کافی ای سایۂ امت ہے وسیلا تیرا

سب کو ملتی ہے دوا کیا نہ ملے گی مجکو
میں تو بیمار ہوں ای میرے مسیحا تیرا

کیا عجب ہے اُسے رحمت تری اچھا کر دے
گو ہے تسلیم نکموں سے نکمّا تیرا

دیگر

یا رب ہے میرے دل میں تمنائے مدینہ
با گیر جگر میں ہے میرے جائے مدینہ

کیا غیرتِ فردوس ہے صحرائے مدینہ
ہے عرش سے خوش فرشِ معلّائے مدینہ

حوروں کو بھی فردوس میں وحشت ہو جو دیکھیں
یہ وسعتِ میدان مصفّائے مدینہ

ہے اکسیر دارو ئے بیماری عصیاں
فیضِ نفسِ پاک مسیحائے مدینہ

بازار دو عالم میں ہر اک جنس بشر کو
ہر سود سے پر سود ہے سودائے مدینہ

نعم البدلِ خواہشِ دیدارِ خدا ہو
دیکھوں جو رخ شاہدِ رعنائے مدینہ

غالب ہے کہ غش کھا کے گروں شوق کی مارے	دو چار قدم آگے جو رہ جائے مدینہ
ہوگا کوئی دن عمر کا یارب میرے ایسا	مرجاؤں تو مدفن مرا ہو جائے مدینہ
تسلیم دعا ہے تو یہی ہے کہ جیتے جی	اک بار خدا آنکھوں سے دکھلائے مدینہ

دیگر

قدرت کے لئے حق نے دو عالم کو بنایا	خاص اپنے لئے حضرتِ آدم کو بنایا۔
کیا بھید ہے الطاف سے مطلوب ہوا آپ	اور اپنا طلبگار خدا ہم کو بنایا
آذر سے کیا حق نے ابراہیم کو پیدا	کیا شان ہے محروم سے محرم کو بنایا
تقدیر بھلی تھی جو بلخ کی ملکہ کی ٭ ٭	عاشق وہ پریزاد کا ادہم کو بنایا
ہے گریہ و غم ساتھ ہنسی اور خوشی کے	ذی حجہ کے ہمدوش محرم کو بنایا
پہلے ہی سے سمجھا تھا کہ ہم ہونگے گنہگار	بخشش کے لئے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا
تا دیکھ لیں اللہ کی ہم جلوہ گری کو	تسلیم یہ پتلے ہیں دل اور دم کو بنایا

دیگر

اگر تجھ کو حسنِ شمائل نہ ہوتا	مرا دل کبھی تجھ پہ مائل نہ ہوتا
نہ ہوتا تجھے حسن گر عشق مجھکو	تو دلبر نہ ہوتا میں بیدل نہ ہوتا
نہ ہوتا اگر دلربا خوبصورت	تو آئینہ ہرگز مقابل نہوتا
نہ ہوتیں اگر دل کو آنکھیں الٰہی	یہاں تیرا دیدار حاصل نہ ہوتا۔
کشش تیری گر یا الٰہی نہ ہوتی	کبھی دل محبت میں کامل نہ ہوتا۔

نہ ہوتا اگر نفس مجکو میرے رب ‏ — تیرا راستہ مجکو مشکل نہ ہوتا
نہ ہوتا جو دنیا میں۔ میں تو کا جھگڑا ‏ — کبھی تجھسے تسلیم غافل نہ ہوتا

دیگر

ہے خبر گرم کہ آتا ہے مسیحا میرا ‏ — یہ وہ فرژدہ ہے کہ ٹھنڈا ہی کلیجہ میرا
جب میں اللہ کے بندونکی بھلائی چاہوں ‏ — کیوں نہ چاہیگا بھلائی میری مولا میرا
میرے صاحب کو اگر یاد کروں میں دل سے ‏ — پھر نہ کیوں یاد کریگا مجھے مولا میرا
ہوں وہ عاصی کہ نہیں حسنِ عمل کچھ لیکن ‏ — تیری رحمت پہ بھروسہ ہے خدایا میرا
دل کے آئینہ میں گر یار کو دیکھوں تسلیم ‏ — کیوں نہ بڑھکر ہو سکندر سے نصیبا میرا

دیگر

دل یاد میں مولا کے بہل جائے تو اچھا ‏ — دم ذکر الٰہی میں نکلجائے تو اچھا
پتھر ہو کہ آہن ہو۔ یہ دل ذکرِ خدا میں ‏ — دم دید کی گرمی سے پگل جائے تو اچھا
بہتر ہو کہ لختِ جگر آنکھوں سے ٹپک جائیں ‏ — دل چیر کے پہلو سے نکل جائے تو اچھا
اک برقِ تجلی سے میری ہستی کا خرمن ‏ — وادی میں کہ طور سا جل جائے تو اچھا
تسلیم ہے بس معصیت آلودہ الٰہی ‏ — چشمہ تیری رحمت کا ابل جائے تو اچھا

دیگر

خوش مجکو پریشانی میں جینا نہیں آتا ‏ — جب تک میرے سینہ میں سکینہ نہیں آتا
چاہو تو مجھے چھوڑ دو چاہو تو بلا لو ‏ — مرنا نہیں آتا مجھے جینا نہیں آتا۔

امید میں برسوں ہی گزر جاتے ہیں لیکن
دلدار سے ملنے کا قرینہ نہیں آتا

مشکور نہیں سعی طواف اور زیارت
کعبہ میں نظر جنکو مدینہ نہیں آتا

امید میں شب گزری سحر ہونے کو آئی
اب تک بھی مرا ماہ شبینہ نہیں آتا

پتھر بھی پہاڑوں میں پسیجتے ہیں ہمیشہ
لیکن دل غافل کو پسینہ نہیں آتا

خواہ گالیاں دیجئے انہیں یا سخت کہئے
عارف کے کبھی سینہ میں کینہ نہیں آتا

طوفان تغافل کے سبب لجہ دل میں
توحید کا [illegible] سفینہ نہیں آتا

دیگر

ہے یار کے آنیکی خبر۔ یار مبارک
مشتاقوں کو دلدار کا دیدار مبارک

آتے ہی کہا دید مبارک تو کہا میں
آنکھوں کو میری چاند سے رخسار مبارک

سوتا رہا غفلت میں شب و روز مگر آج
جگنے کی ہے شب دیدۂ بیدار مبارک

دلدار کہا ڈال کے زلفوں کو گلے میں
تقریب شب وصل ہے لو۔ ہار مبارک

میں نے کہا پھر آپ ملے گے تو کہا ہاں
میں تم کو مبارک مرا اقرار مبارک

تھی میری نظر فضل پہ خوش ہو کے وہ بولا
رحمت تجھے ای میرے گنہگار مبارک

رحمت کی نظر سے مجھے وہ دیکھا تو کہا دل
تسلیم کو تسلیم کا دلدار مبارک

دیگر

لذت اتحاد راہ محبت میں آ گئے تم
دیکھو خدا کا پیار رہا دل لگا کے تم

ہر ایک شے زجاج ہے روشن ہے نور حق
آنکھوں سے اپنی دیکھو پلکیں اٹھا کے تم

پیشی کا ایک روز ہے کیا منہ بتاؤ گے — صاحب کو بھول جاتے ہو بندی کہاں کے تم
ذکرِ خدا میں رہئے ہنسی اور خوشی کے ساتھ — پچتا رہے ہو کاہے کو آنسو بہا کے تم
تسلیم گر ہوس ہے کہ مولا مرا ملے — کانوں سے جا نکے سنو باتیں خدا کی تم

دیگر

کیا کیا مزہ داری ہے نہاں ذکرِ خدا میں — دم ذکر میں دل ذکر میں جان ذکرِ خدا میں
ہے آرزو و صدقہ سے رسولِ عربی کے — دل یادِ خدا میں ہو زباں ذکرِ خدا میں
تسکین ہے راحت ہے تسلی ہے خوشی ہے — آتی ہے پریشانی کہاں ذکرِ خدا میں
دولت کی حکومت کی ہوا لیکے کریں کیا — ذرہ سے بھی کمتر ہے جہاں ذکرِ خدا میں
منزل کو پہنچ جائے تو راحت ہے مزہ ہے — حق راہ سے یہ عمرِ رواں ذکرِ خدا میں
ہے آرزو تسلیم کہ جب یاد کرے وہ — دم نکلے مرا جد کناں ذکرِ خدا میں

دیگر

خوش دلی سے جو کوئی ذکرِ خدا کرتے ہیں — نفس امارہ کو پہلو سے جدا کرتے ہیں
بیٹھتے اٹھتے جو کرتے ہیں خدا کی باتیں — اہل افلاک تمنا سے سنا کرتے ہیں
ذکر میں ہوتی ہے گرمی تو فرشتے آ کر — بال و پر اپنے ہلاتے ہیں ہوا کرتے ہیں
جان و دل جو کوئی کرتے ہیں خدا پر قربان — حق محبت کا محبت سے ادا کرتے ہیں
جو نہیں بھولتے اللہ کو دم بھر تسلیم — زندگانی میں وہی لوگ مزا کرتے ہیں

دیگر

میں سنتا نہیں دین و دنیا کی باتیں — سناؤ مجھے میرے مولا کی باتیں

عجب کیا ابھی زندہ ہو کر اٹھوں میں	کہ دم دے رہی ہیں مسیحا کی باتیں
رکھو طب کو بالائے طاق ای طبیبو	ہے جاں بخش میرے مسیحا کی باتیں
خبر آشنا کی کلی کی سناؤ ✣	سناؤ نہ عرش معلا کی باتیں
سوا آشناؤں کے تسلیم کس سے	کہوں اپنے دل کی تمنا کی باتیں

دیگر

نظر سے پھیر لیتے ہیں دلوں کو ✣	خدا نے دی ہے قدرت کا ملونکو
تجلئ الٰہی کا تماشا ✣	نصیب چشم ہے صاحب دلونکو
انھیں جب پیار آتا ہے زیادہ	جلاتے اور بھی ہیں دل جلوں کو
مبارک وصل کی شب ہے کرو شکر	نہ لاؤ منہ پہ شکووں کو گلوں کو
جو دل تھا لے چلے پھر بیدلی سے	ستاتے کیوں ہو جاناں بیدلونکو
دو دل تسلیم الفت سے ہوں یکدل	نہ ہو باور تو پوچھو دل ملوں کو

دیگر

صاحب کو اپنے یاد کرو تم خوشی کے ساتھ	آنکھوں سے منہ سے دل سے تصور سجی کے ساتھ
صاحب کو بھول کر نہ لگاؤ کسی سے دل	بے اس کے دوستی نہ کرو تم کسی کے ساتھ
پہچان لوگے جوہر دل کو جو تن میں ہے	گر دوستی کروگے کسی جوہری کے ساتھ
یاد گے جان ۔ جان سے جاناں کو یاد تھے	ذکر خدا کروگے اگر شاہدی کے ساتھ
مشتاق دید ایسے رہو زندگی میں تم	صاحب اگر بلائے چلو خوش دلی کے ساتھ

تسلیم کیوں قبول نہ ہو گی خدا کے پاس	جب ہم دعا خدا سے کریں عاجزی کے ساتھ

دیگر

مرے دل کی الٰہی خبر دی ہے مجھے	دیکھوں جلوہ ترا وہ نظر دی مجھے
نہیں جنت کے محلوں سے مجکو غرض	اپنے کوچہ میں چھوٹا سا گھر دی مجھے
نفس غالب ہے یارب نہتا ہوں میں	دم کی شمشیر دل کی سپر دے مجھے
تیرے کوچہ میں اے نخلبندِ ازل	طیر کرتا رہوں ایسے پر دے مجھے
میں ہوں تسلیم تیری رضا میں رہوں	خود سے بیخود الٰہی تو کر دے مجھے

دیگر

جب ترا دھیان مجکو آتا ہے	دل میں تو ہی مرے سماتا ہے
دل کے ہاتھوں میں عشق کی مہندی	وہ رنگیلہ مرا جچاتا ہے
طائر دل کو اے مرے صیاد	دام کاکل میں کیوں پھنساتا ہے
دیکھتے جاؤ دیکھتے جاؤ	یار کیا کیا مزے بتاتا ہے
وہی رہتا ہے بیخودی میں سدا	جو کہ نقشِ خودی مٹاتا ہے
وہی رہتا ہے میں نہیں رہتا	دید میں دید جب ملاتا ہے
یاد اللہ کی کرو تسلیم	جب تلک دم یہ آتا جاتا ہے

دیگر

نہ زر میں نہ زن میں نہ اولاد میں ہے	حلاوت جو اللہ کی یاد میں ہے

خدا ہیں ہیں سب۔ اور سب میں خدا ہے	یہ نکتہ دو عالم کی ایجاد میں ہے
حلاوت جو ذکر خفی میں ہے دل کو	وظائف میں ہے اور نہ اوراد میں ہے
نہیں حور میں زاہد و یاد رکھو یہ	کرشمہ جو میرے پریزاد میں ہے
جو سختی ہے اہل تغافل کے دل میں	نہ پتھر میں ہے اور نہ فولاد میں ہے
لباس اور زیور ہے سب کچھ تکلف	مزا ہے تو حسنِ خداداد میں ہے
کلامِ الٰہی سے کچھ کم نہیں ہے	جو تاثیر مرشد کے ارشاد میں ہے
جو تسلیم خادم ہے اہل سخن کا	وہ بلبل اسی گلشن آباد میں ہے

دیگر

اہل غفلت کے لئے سخت بلا ہے آگے	جان کندن سے بھی تکلیف سوا ہے آگے
موت اچھی ہے کہ بے موت بشر ہوتا ہی	زندگی خوش نہیں آتی کہ قضا ہے آگے
وصل کی گر ہے ہوس شوق سے دلہن بنجا	موت سے خوف نہ کر دیکھ مزا ہے آگے
جذبہ عشق کہ ہے حسن کی رونق جس سے	مرے سینہ میں ازل سے بھی بسا ہے آگے
خاکساری میں بشر کو ہے بلندی بیشک	دانہ فانی ہو تو کیا نشوونما ہے آگے
ہم جب آئے تھے بقا پیچھے تھی آگے تھی فنا	اب فنا پیچھے ہے تسلیم بقا ہے آگے

دیگر

جب سامنے آنکھوں کے دلارام نہ ہووے	جنت میں بھی دل کو کبھی آرام نہ ہووے
آنکھوں کے قفس سے نہ اڑا طائر دل کو	تا زلف سیاہ فام کہیں دام نہ ہووے

بے آرزو ہے لذت دیدار عزیزو
آشفتوں سے دنیا کا کوئی کام نہووے

تو کون ہے پہچان حقیقت کو بیان کر
خوش کہنے سے ناحق کوئی بدنام نہووے

تسلیم کدھر ہوش ہے روک اپنی زباں کو
یہ بھید ہے پوشیدہ کہیں عام نہووے

دیگر

تو نے پیہ نام اسکا جب آیا مزا جی جانتا ہے
کیا مزا ذکر میں پایا مزا جی جانتا ہے

پاس انفاس کی امداد سے اللہ اللہ
آنکھ میں نے جو پایا مزا جی جانتا ہے

رات کو یاد میں اللہ کے روتے روتے
آنسوؤں سے جو نہایا مزا جی جانتا ہے

میں ہوں بدکاری میں مصروف تو ستاری میں
تیری رحمت کو خدایا مزا جی جانتا ہے

جوش الفت سے جو سکتہ ہوا سر پا تک
مجھکو کیا کیا نظر آیا مزا جی جانتا ہے

دل کے اندر کہ سمایا نہیں جاتا ذرہ
یار کیونکر ہے سمایا مزا جی جانتا ہے

دید اور ذم کا مزا دل کی حلاوت تسلیم
یاد میں اس کے جو پایا مزا جی جانتا ہے

دیگر

مزا جب ہے دل ذاکر اسم ہو ہے
نہ مجھ سے نہ وہ ہے نہ میں ہوں نہ تو ہے

اگر جستجو ہے تیری جستجو ہے
اگر آرزو ہے تیری آرزو ہے

مرے سر میں سودا ہے الفت کا گو گو
محبت کی یاد آ رہی گفتگو ہے

بہانے سے صورت پرستی کے یار آ
تجھے دیکھنے کی مجھے آرزو ہے

وہ اول وہ آخر وہ باطن وہ ظاہر
اگر آنکھ ہے دیکھ لو روبرو ہے

ہوں نزدیک یا دور پرشکلِ سایہ	ترے ساتھ میں ہوں میرے ساتھ تو ہے
رہے یار سے نزع میں دید بازی +	یہی مدعا ہے یہی آرزو ہے +
بچا میں نہ دریا میں تر دامنی سے	تیرے ہاتھ تسلیم کی آبرو ہے

دیگر

صاحب کو بھول جانا دنیا نہیں تو کیا ہے	غیروں سے دل لگانا دنیا نہیں تو کیا ہے
غفلت میں عمر کھونا نیکی سے ہاتھ دھونا	بے یادِ پیا کھانا دنیا نہیں تو کیا ہے
مالِ حرام لینا جو نفس مانگے دینا	پاک اپنے کو کہانا دنیا نہیں تو کیا ہے
دولت کے غم میں مرنا انصاف سے گزرنا	حقدار کو ستانا دنیا نہیں تو کیا ہے
رغبت رہے کسی سے نفرت ہو راستی سے	نفسانیت بڑہانا دنیا نہیں تو کیا ہے
لہو ولعب میں رہنا باطل زباں سے کہنا	حق بات کو چھپانا دنیا نہیں تو کیا ہے
تسلیم غور کیجے کچھ فکر اور کیجے +	غم زندگی کا کہانا دنیا نہیں تو کیا ہے

دیگر

میں کس سے کہوں بیکلی اپنے جی کی۔	کہ پروا نہیں یہاں کسی کو کسی کو +
مرا کوئی ہمدرد ہو تو کہوں میں +	کہ کیا کیا ہے حالت میری بیدلی کی
چلو کیوں تڑپتے ہو گرمی کے مارے	ہے ٹھنڈی ہوا آشنا کی گلی کی +
تو رٹا کر اللہ کو آتے جاتے	یہی لے ہے انفاس کی شاہدی کی
صفائی کی دل میں تجلی ہو پیدا	یہ لذت ہے باطن میں ذکرِ خفی کی +

جو ہنستے ہو تسلیم تم روتے روتے	نظر آئی شاید ہے صورت کسی کی

دیگر

یاد رکھتے ہیں محبت کو محبت والے	دل کے دامن سے لگے رہتے ہیں الفت والے
چار چشمی نہ سہی لطف تصور ہی سہی	دور کب ہوتے ہیں آنکھوں سی محبت والے
شکر میں شکوہ تکلیف ہیں راحت میں کبھی	اپنے صاحب کو نہیں بھولتے وحدت والے
فضل سے حق کے خداؤں میں ہونگے شریک	حشر کے روز خداوالونکی صحبت والے
سخت دل اہل شقاوت میں گنے جاتے ہیں	نرم دل ہوتے ہیں اللہ کی رحمت والے
دیکھتے ہم ہیں مگر صورت معنی تسلیم	گرچہ صورت کو نکارا کرتے ہیں صورت والے

دیگر

خدا کرے کہ مرے دل کی آرزو نکلے	کہ روح حلق سے اور منہ سے میری ہو نکلے
ہے آرزو کہ نفس میں ای مرے مولا	دل رحیل سی اللہ دم سے ہو نکلے
ہے سرخ روئی کی دیدار کی تمنا میں	بجائے اشک مرے آنکھوں سی لہو نکلے
دہن چمن ہو زبان گل ہے روح باد صبا	ہے آرزو کہ صبا لیکے بوئے ہو نکلے
بوقت دفن الٰہی من اللسان ملک	صدا کی ذالک فردوس فادخلو نکلے
جدے جان مری اور لحد سے تن مرا	ہے آرزو کہ خوشی سے با برو نکلے
نکال روح کو یارب تو ایسی نرمی سے	کہ بال سکے سے اور گل سے جیسی بو نکلے
گنہگار تھا تسلیم کو خدا بخشے	زبان خلق سے یارب یہ گفتگو نکلے

دیگر

ایک دن ملکِ عدم کو ہمیں جانا ہوگا ۔ پھر کبھی عالمِ دنیا میں نہ آنا ہوگا
راحت و رنج سے خوش وقتی سے بدبختی سے ۔ مدتوں شہر خموشاں میں ٹھکانا ہوگا
فکر اس راہ کے توشہ کی کریگا بیشک ۔ وہ جو یہاں عاقل و دانا ہوگا
نیک لوگوں کو ملینگی وہاں اچھی نعمت ۔ جو گنہگار ہیں حسرت انہیں کھانا ہوگا
نیک ہوں بد ہوں عمل اپنی بغل میں لیکر ۔ کوئی جنت کوئی دوزخ کو روانہ ہوگا
نہ سزا پائے کوئی اپنے عمل سے بڑھکر ۔ عدل و انصاف کا وہ ایک زمانہ ہوگا
بحرِ رحمت کو اگر جوش ہو تسلیم وہاں ۔ قطرۂ اشک بھی بخشش کا بہانہ ہوگا

دیگر

دوستو جب سے مجھے عشق خدا ہو گیا ۔ شکر خدا میں پیا مجھسے جدا ہو گیا
عشق یہ ہے جب حسن کا پردہ کشا ہو گیا ۔ شکلِ بشر میں خدا جلوہ نما ہو گیا
فکر زدہ بے مزہ ہے جو مزاج آپکا ۔ کہیے دلِ آشنا آپ کو کیا ہو گیا
گرچہ امید شفا تھی نہ کسی کو ذرا ۔ مجکو طبیبو مرا درد دوا ہو گیا
سونپ دیا دوستو جسکی امانت اوسے ۔ حق جو محبت کا تھا آج ادا ہو گیا
آیا نہ قاصد نہ خط پوچھا نہ حالِ نزار ۔ اندنوں شاید کہ یار مجھ پہ خفا ہو گیا
یار سے مدت کے بعد چار نگاہیں ہوئیں ۔ آنکھوں میں غش آگیا حسن بلا ہو گیا
میں ہوں مرا یار ہے لذتِ دیدار ہے ۔ عشق ہزار آفریں خوب مزا ہو گیا

سوتا تھا میں بےخبر یار ملا آنکر — شکر ہے تسلیم پر فضلِ خدا ہو گیا

دیگر

کیا جی کو مزہ دیتی ہیں دلدار کی باتیں — مصری سے بھی میٹھی ہیں مرے یار کی باتیں
کھانا کبھی یاد آئے نہ پانی کبھی یاد آئے — سنتا رہوں گر آٹھ پہر یار کی باتیں
زاغ اور زغن عشق سے بہرہ نہیں رکھتے — بلبل کو سناؤ گل و گلزار کی باتیں
بے ذکر کے ملتی ہے کہاں دم کی حلاوت — مضراب سے دیتی ہیں مزہ تار کی باتیں
تا لوگ یک طرفی سے گستاخ نہ ہو جائیں — تسلیم سناتا نہیں اسرار کی باتیں

دیگر

بے خبر ہوں نہیں خبر مجھکو — نفع حاصل ہے یا ضرر مجھکو
اے طبیبو معالجہ کب تک — کچھ بھی دکھتا نہیں اثر مجھکو
ترے در کے سوا مرے جاناں — گردشیں دے نہ در بدر مجھکو
سامنے ہے ای مرے نظر کے نور — کوئی آتا نہیں نظر مجھکو
یاد آیا جو ماہ رو میرا — نیند آئی نہ رات بھر مجھکو
اڑ کے آتا میں تیرے کوچہ میں — ہو سکے گر یا بال و پر مجھکو
تو نہیں تو نہیں۔ وہی ہے وہی — کھا را دی عشق پھر مجھکو
گو ہے تسلیم خاک کا پتلا — مل گیا خاک میں گہر مجھکو

دیگر

زباں پر تو توحید کی گفتگو لا +
کبھی خطرہ میں تو کا۔ دل میں نہ تولا

ہے بندہ وہی جو نہ بھولا خدا کو
جو بھولا خدا کو۔ خدا اسکو بھولا

جو چاہے سو بن جائیگا بنتے بنتے
طبیعت بشر کی ہے مثل ہیولا +

مجھے ساقیا تشنگی ہے نہایت
صراحی سے کیا ہوگا بھر کر سبولا۔

تو لولی سے دی ذکر کے دم کا جھوکا
سمجھ روح کو طفل اور تن کو جھولا +

لے آ۔ دانہ دانش کا بینش کا پانی +
کہ اس تن کے پنجرے میں ہے ایک ممولا۔

جسے دید دم کے ہی جلوہ کی شادی
لحد میں دلہن ہوگی محشر میں دولا

نگہبان ہو دل کا تصور سے ہر دم
تو چڑھتے پہ اللہ اُترتے پہ ہُو لا +

ہے ہر شے میں تسلیم ہستی خدا کی
ہوا ذات حق ہے دو عالم بگولا +

دیگر

اگر خدا کی طلب میں تم ہو تو اپنے آنکھوں کے گھر میں گم ہو
نظر میں گم ہو نظر میں گم ہو نظر میں گم ہو نظر میں گم ہو
اثر میں دل گم جو ہو تو بس ہے خدا کے ملنے کی گر ہوس ہے
نہ سرد میں گم نہ گرم میں گم نہ خشک میں گم نہ تر میں گم ہو
تو سیر عالم کی کر ولیکن رہو تو دل کی گلی میں ساکن
نہ شہر میں گم نہ دہر میں گم نہ بحر میں گم نہ بر میں گم ہو
ای میری پیاری نگاہ سن رکھ خیالِ تخم اپنو دل میں جو بیٹھ

نہ شاخ میں گم نہ برگ میں گم نہ بار میں گم نہ بر میں گم ہو
تو گم ہو تسلیم ذات حق میں تو محو ہو جا اسی سبق میں
نہ کعبہ میں گم نہ دیر میں گم نہ خیر میں گم نہ شر میں گم ہو

دیگر

جسے اپنی آنکھوں سے دیکھا کرو تم +	خدا کی تجلی پہ دیکھا کرو تم ++
جو چاہے کرو کر دکوئی مانع نہیں ہے	مگر دین کے ساتھ دنیا کرو تم ++
خدا سے اگر دوستی ہے تو سب کو	نگاہِ محبت سے دیکھا کرو تم ++
اگر نفس سے اپنے لڑتے ہو آؤ	نشان اپنی ہمت کا بالا کرو تم
اگر بھید کھل جائیں روح القدس کے	عجب کیا کہ کارِ مسیحا کرو تم ++
خدا سے اگر دوستی چاہتے ہو	خدا سے محبت تو پیدا کرو تم +
براتی بنو دیکھو تسلیم جلوہ	نظر کو دلہن اور دل کو دلہا کرو تم

دیگر

رات دن رہتے ہیں جاناں ہم تمہارے یاد میں	دل تمہاری یاد میں ہے دم تمہاری یاد میں
بیخبر تھے راز مخفی سے جو ہم محروم تھے	شکر ہے ہم ہو گئے محرم تمہاری یاد میں
دل یہ وہ عالم خوشی کا ہے کہ کہہ سکتا نہیں	ہو گیا غم درہم و برہم تمہاری یاد میں +
آسماں کو دیکھتا ہوں اپنے پاؤں کے تلے	جب مری ہوتی ہے گردن خم تمہاری یاد میں
ذکر سنتے ہیں پرند اور چرندے جب تجھے	گر نہ ہو افسوس ہے آدم تمہاری یاد میں +

تسلیم

ظاہر و باطن کی حاصل ہو حلاوت کس قدر
ہوں اگر دل اور زبان باہم تمہاری یاد میں

عمر گزری یاد میں تسلیم اور وقت اخیر
ہے تمنا یہہ کہ نکلے دم تمہاری یاد میں

دیگر

پھیر لو بھولا ہوا جب نہ سہی اب سہی
وقت کی کرلو قضا جب نہ سہی اب سہی

وقت جوانی گیا یاد نہ آیا خدا ؛
آیا بڑہاپا تو کیا جب نہ سہی اب سہی

لطف جوانی جو تھا حرص و ہوا میں گیا
دل میں ہے گر ولولا جب نہ سہی اب سہی

نیند میں شب کھو دیا دیکھ سویرا ہوا
اب بھی ہے وقت دعا جب نہ سہی اب سہی

مفت گئی عمر سب بھول گئے ذکر رب
خیر بقفلی ما مضٰی جب نہ سہی اب سہی

آتی ہے اب یاد عمر ہو گئی برباد عمر
گزرے کا افسوس کیا جب نہ سہی اب سہی

دم جو گئے رائگاں پائے گا پھر تو کہاں
دید کا دم کا مزا جب نہ سہی اب سہی

وقت جو تھا کام کا لہو لعب میں گیا ۔
چھوڑ دے حرص و ہوا جب نہ سہی اب سہی

جا چکے طاقت کے دن آئے نقاہت کے دن
اب بھی جو پانا ہے پا جب نہ سہی اب سہی

ذکر کی تسلیم دل کو دو تعلیم تم ؛
خیر ہوا سو ہوا جب نہ سہی اب سہی

دیگر

آرام نہیں دل کو مگر یاد خدا میں
بہتر ہے کہ ہو عمر بسر یاد خدا میں

ہے شوق کہ آنکھوں سے نکل کر نکل آئیں
آنسو کی جگہ لخت جگر یاد خدا میں

وہ زندہ جاوید ہیں موت انکو نہیں ہے
جاتے ہیں جو ہستی سے گزر یاد خدا میں

ہے جن کے دلوں میں کششِ عشقِ الٰہی	رہتے ہیں وہ خوش آٹھ پہر یادِ خدا میں
تانبے کو طلا کرتی ہے صاحب کی محبت	بگڑے ہوئے جاتے ہیں سدھر یادِ خدا میں
ہے جلوہ دیدارِ تجلیٔ الٰہی +	آتا نہیں کچھ مجھکو نظر یادِ خدا میں
آنکھوں میں اُدھر دید کا جلوہ ہو نمایاں	تسلیم کا دم نکلے اِدھر یادِ خدا میں

دیگر

ہم خدا کی یاد میں دل شاد ہیں	دو جہان کی قید سے آزاد ہیں +
دید بازی میں میری جان آپکو	ڈھنگ دل لینے کے کیا کیا یاد ہیں
آپ گر گلزار ہیں بلبل ہیں ہم	ہم ہیں قمری آپ اگر شمشاد ہیں
قبر میں اور حشر میں پچھتائیں گے	جو خدا کی یاد سے بے یاد ہیں
خوش نہیں آتے ہیں دنیا کے مزے	وہ مزے تسلیم ہم کو یاد ہیں۔

دیگر

میں کیا کیا کہوں یار کیا کیا بنایا	جو کچھ بنایا وہ اچھا بنایا +
داخل کیا روح اپنی چھپا کر	آدم کا جب آپ پتلا بنایا
پتلا گلے تک فرشتے بنائے	صورت کو ہاتھوں سے مولا بنایا
جانانِ ما اپنی صورت بتا کر	آنکھوں کو مشتاق جلوہ بنایا
صاحب تجلی سے اپنی جلا کر	پتھر کو آنکھوں کا سرما بنایا
آنکھوں کے پیالے سے دل پی رہا ہے	کیا شربتِ دید میٹھا بنایا

تسلیم پیارے نبی کو خدا نے	امت کا پیارا وسیلا بنایا

دیگر

جب تک اپنا پتا نہیں ملتا	یاد رکھو خدا نہیں ملتا
بخدا ہیں خدا نما اکثر	پر کوئی خود نما نہیں ملتا
کئی دن سے دعا میں ہوں مصروف	پر دلی مدعا نہیں ملتا
دل جب تک نہ سلسلہ ملجائے	ذات کا سلسلہ نہیں ملتا
بیخودی جب تلک نہیں آتی	ذکر حق میں مزا نہیں ملتا
بند جب تک رہے در تقدیر	ایک در بھی کھلا نہیں ملتا
ہیں بہت عابد اور بہت زاہد	پر کوئی آشنا نہیں ملتا
جب تک الفت نہ ہو حسینوں سے	دید کا ذائقہ نہیں ملتا
شرط ہر چند ہے ہر اک شے میں	پر نشانِ جزا نہیں ملتا
ذات انساں کو رتبہ تسلیم	بے رضائے خدا نہیں ملتا

دیگر

صبح دم خواب مرا جلوہ گہ طور رہا	دل مراد و لت دیدار سے مسرور ہوا
تو گو نزدیک ہے شہ رگ سے مرے ای مناں	کیا ہوا گر میں حضوری سے ترے دور ہوا
مرے رونے پہ وہ ہنستے ہیں تو کچھ رنج نہیں	شکر کرتا ہوں کہ رونا مرا منظور ہوا
چاند جوں ابر سے پردہ سے تجلی نکلی	نور سے دل کے سراپا مرا معمور ہوا

دور سے بھی نہ گلی یار کی دیکھی تسلیم		جو کوئی طالب فردوس ہو حور ہوا

دیگر

خرام ناز سے شب کو جو مہ لقا آیا		میں سمجھا گھر میں مرے نور کبریا آیا
سحر سروش اجابت سے یہ ندا آئی		کہ تیرے دام میں شہباز مدعا آیا
خدا شناس نہیں انجمن کہوں کس سے		کہ ذکر یار میں کیا کیا مجھے مزا آیا
دکھانہ اس سے الگ میں نہ وہ الگ مجھسے		ازل سے لیکے یہاں تک میں کھوتا آیا
میں ڈوبا موج کی دریا میں جب صفائی سے		نظر یہ تن مجھے پانی کا بلبلا آیا +
بلا کے سامنے پوچھے گا جب خدا مجھسے	ق	گیا تو تھا مگر آیا تو لیکے کیا آیا +
کرونگا عرض کہ دنیا میں چھوڑ کر سب کچھ		گیا تھا جیسا میں ویسا ہی پھر چلا آیا +
سوائے حکم تیرے دم لیا تسلیم		گیا رضا سے تھا آیا تو بارضا آیا

ولہ

اگر گل کھائے ہو سینہ میں جاناں کی محبت کا		چلو دل کی گلی میں رنگ دیکھو باغ جنت کا
اسی صورت کے پردہ میں ہو لیکن عقل کی آگے		دو عالم سے [illegible] جاناں کی صورت کا
ندامت سے گناہوں کے [illegible]		[illegible] بشارت کا
ہے نیکوں کا وسیلہ حق۔ بدوں کا میں وسیلہ ہوں		[illegible] سالار امت کا صلی اللہ علیہ وسلم
بروز حشر نیکوں سے بھی پہلے بخشے جائیں گے		ہے یہ تسلیم رتبہ اہل عصیاں کی ندامت کا

دیگر

دل جائے اگر شربت دیدار تمہارا
اچھا ابھی ہو جائے گا بیمار تمہارا

مدت سے ہوں میں طالب دیدار تمہارا
بتلا دو ذرا چاند سا رخسار تمہارا

ہو جاتا ہے قالب قفس مرغِ دلِ زار
پھندا ہے عجب طرۂ طرار تمہارا

ہو قصرِ عدن حشر میں اوروں کو مبارک
کافی ہے مجھے سایۂ دیوار تمہارا

کرتا نہ کبھی خواہش دیدار الٰہی
ہوتا کبھی زاہد جو طلبگار تمہارا

مرجائے مگر مرہم کافور نہ چاہے
بے وصل تمہارے جگر افگار تمہارا

ہر شئے سے عیاں جلوۂ دلدار ہے تسلیم
دل ہووے اگر خواب سے بیدار تمہارا

دیگر

بیخودی میں خدا نظر آیا
جلوۂ کبریا نظر آیا

حسن جب راہبر ہوا دل کا
عشق کا راستہ نظر آیا

نفس امارہ جب جدا گشتہ
ذکرِ حق کیمیا نظر آیا

عمر گزری ریاضتیں کرتے
زاہدو تم کو کیا نظر آیا

دردِ دل دور ہوگیا تسلیم
جب مسیحا مرا نظر آیا

دیگر

نام صاحب کا مجھے یاد ہوا خوب ہوا
نام سے اپنے میں آزاد ہوا خوب ہوا

آرزو تھی کہ کروں عشق کا سودا حاصل
جلوہ گر حسنِ خداداد ہوا خوب ہوا

کثرتِ دید سے وادی سے توحید سے آج
دیکھو ملک نظر آباد ہوا خوب ہوا

دور اپنے کو میں سمجھا تھا کہ تھی قربت — دل سے اللہ کا ارشاد ہوا خوب ہوا
بیخودی ذکر الٰہی میں جب آئی تسلیم — نفس کے پنجے سے آزاد ہوا خوب ہوا

دیگر

شکر خدا کہ جب سے دل با خدا ملا — شغل مدام ملا مراد ملی مدعا ملا
جس دن سے مجھکو ذکر خدا کا مزا ملا — حلوا ملا مٹھائی ملی ذائقہ ملا
ذکر جلی سے شیشۂ دل کو جلا ملا ہے — رونق ملی صفائی ملی صیقلا ملا
جس دل کی تھی تلاش وہ دل مجھکو کیا ملا — مولا ملا وسیلہ ملا رہنما ملا
اب مجھے پہلے تجھے عشق ہمیں کیا بتا ملا — جادو ملی کرشمہ ملا شعبدہ ملا
جس دن سے دم کا دید کا دل کا مزا ملا — بوتل ملی پیالہ ملا میکدہ ملا
تن کے چمن میں غنچہ دل کیا ملا مجھے — خوشبو ملا گلاب ملا موتیا ملا
سالک وہ ہوں کہ مجھکو دل و روح و نفس سے — توشہ ملا سواری ملی بدرقہ ملا
بھٹکے پھرے بہت مگر اب کوچہ یار کا — سایہ ملا سہارا ملا آسرا ملا
تسلیم بس کہ قادریہ سلسلہ ملا — منزل ملی مقام ملا راستہ ملا

دیگر

ہے ذکر خفی دل میں نہاں ہے دل کی نظر کی دم کی حلاوت
ہے ذکر مولا علی کہاں ہے دل کی نظر کی دم کی حلاوت
دنیا کی الفت کا ابلا ہے وحشت کی آفت کی غفلت کی جا ہے

صاحب دلونکو آرام جان ہے دل کی نظر کی دم کی حلاوت

تو ہی ہے دیکھو رنگیں تجلی - ہے سیر جس کی نور اور تسلی

تازہ چمن ہے اور بیابان ہے دل کی نظر کی دم کی حلاوت

طول عمل کو دل سے نکالو پانا ہی جو کچھ جلدی سے پا لو

تن جب تلک ہے جہاں یہاں ہے دل کی نظر کی دم کی حلاوت

دم کی تشفی جی کی تسلی تسلیم دیکھو پیاری تجلی

سیر بہار ہر دو جہان ہو دل کی نظر کی دم کی حلاوت

دیگر

شادی خبر آئی ہے یار کے آنے کی آج
دل پہ ہے میری خوشی سارے زمانے کی آج

یار کے آمد کا ہے چار طرف غلغلہ
آئی ہے شاید گھڑی ملنے ملانے کی آج

آہیں ہوا ہونگے غم سے نہ ہم روئینگے
آئی ہے ساعت اگر ہنسنے ہنسانے کی آج

زلف کی زنجیر کو تاب جو دیتے ہیں وہ
ملتی ہے شاید سزا دل کے لگانے کی آج

سن تو لے تم خبر بچھڑے ہوئے ملتے ہیں
کہئے یہ صورت ہی کیا رونے رولانے کی آج

دل نے کہا غم نہیں حسرت و ماتم نہیں
طرز بہانہ کی ہے اشک بہانے کی آج

اوج پہ دلبر کی ہے جلوہ گری دلبری
فکر ہے تسلیم کو عشق نبھانے کی آج

دیگر

یار چہرہ پہ ہے کاکل کو اٹھایا شاید
ابر سے ماہ نو نکل آیا شاید

خونِ بیکسیں جو جراحت سے ہے جاری قاتل
تیغ کو آب نمک میں ہے بجھایا شاید

ہوتی رخصت ہے جو رو رو کے چمن سے بلبل
صبح پیغام خزاں آنے کا آیا شاید

فرحت دل کا جو چہرہ سے پتہ ملتا ہے
رات بھر وصل سے لذت ہے اٹھایا شاید

بے سبب دل جو تڑپتا ہے میرے سینہ میں
صاحب حسن کوئی ہوتا ہے پیدا شاید

دخل جس جا پہ فرشتوں کے گماں کو بھی نہیں
دل میں انسان کے وہ خود آپ سمایا شاید

غل جو کرتے ہیں بہت آج عنادل تسلیم
گلبدن سیر گلستاں کو ہے آیا شاید

دیگر

وہ ممتاز ہیں زمرہ دلربا میں
کرشمہ میں غمزہ میں ناز و ادا میں

فرشتوں سے بڑھکر ہے رتبہ ہمارا
اگر صرف ہو عمر یادِ خدا میں

سخن سے جو غنچے دلوں کے ہیں کھلتے
کہاں ایسی تاثیر بادِ صبا میں

خبر کا بتانِ عمل کو نہیں ہے +
جو اسرار ہیں آشنا آشنا میں

نہیں شکر و شکوہ خدا دوستوں کو
فنا میں بقا میں جفا میں وفا میں

نہ حاصل ہو بیمار کو تندرستی +
نہ ہو ربط جب تک دوا میں شفا میں

ہے بندہ وہی جو رہے زندگی میں
خوشی خود ہی ہے خدا کی رضا میں

ہے تسلیم صاحب دلوں کا طریقہ
دعا ابتدا میں رضا انتہا میں

دیگر

دل مرا بسے یاد بستا نہیں
ادھر اسے ... کہ سنبھلتا نہیں

دید کی نہریں نہ ہوں جب تک رواں
شجرۂ دل پھولتا پھلتا نہیں

درد کا جب تک نہ ہو سینہ میں جوش
چشم کا پر چشمہ ابلتا نہیں

آہن بن جاتا ہے پتھر بگل
دل ہے وہ پتھر کہ پگلتا نہیں

عشق [illegible] کی ہو کیونکر امید
آنکھ سے آنسو بھی ڈھلتا نہیں

لاکھ [illegible] چھپاتے پھریں
وقت اجل کا کبھی ٹلتا نہیں

موت یہ جینے سے ہے بہتر مگر
دم بھی تو آسان نکلتا نہیں

لاکھ دعا دیجئے یا گالیاں
دل کبھی ممسک کا پگھلتا نہیں

قبض سے بیکل ہوں بہت آج کل
دل مرا تسلیم سنبھلتا نہیں

دیگر

کیا پوچھتے ہو مجھ سے میں ہوں کون کیا کہوں
خود بے صفت ہوں کیا صفت آشنا کہوں

یہ خاص گفتگو ہے نہیں دخل عام کو
دیدہ انا ہوں الست کہوں یا بلیٰ کہوں

کیا روح کو میں اپنے کہوں ذات کا ظہور
یا دل کو اپنے جلوۂ نور خدا کہوں

مشکات ہوں کہ پردہ ہوں فانوس ہوں کہ ابر
روشن ہے نور ذات میں ہوں کون کیا کہوں

گم دید میں ہوں دل کا پتہ دم کے ساتھ ہے
دل کی صفت کہوں کہ خدا کی ثنا کہوں

تسلیم ہو کدھر یہ تمہارا تو قول ہے
بندہ کو بندہ اور خدا کو خدا کہوں

دیگر

آشنا ہوتا ہے وہ جب آشنا ہوتے ہیں ہم
آشنائی میں نہیں معلوم کیا ہوتے ہیں ہم

ہم [illegible] سے ہیں نہیں کہتے خدا ہوتے ہیں ہم
لفظ الا اللہ کا کہتے ہی لا ہوتے ہیں ہم ؞

لوگ کہتے ہیں کہ دنیا سے فنا ہوتے ہیں ہم
سب غلط بیموت ہوتے ہیں بقا ہوتے ہیں ہم

ہم بہار آرزو کے باغبان ہیں بلبلو
گل میں بو ہوتے ہیں گلشن میں صبا ہوتے ہیں ہم

خودنمائی کا تجلی میں پتہ ملتا نہیں
مثل شبنم دن نکلتے ہی ہوا ہوتے ہیں ہم

کل ہماری شان و شوکت دیکھ لوگے زاہدو
عشق میں گو آج رسوا جا بجا ہوتے ہیں ہم

ہیں جو مایوس حصول شاہی فقر و فنا
تیرہ بختوں کے لیے بال ہما ہوتے ہیں ہم

عبدیت معبودیت کے رنگ میں جاتی ہے ڈوب
جب خودی سے بیخودی میں با خدا ہوتے ہیں ہم

اختیاری جبر ہے بے اختیاروں کے لیے
اللہ اللہ صرف تسلیم و رضا ہوتے ہیں ہم

دیگر

راحت نہیں پایا کوئی دنیا کے دنی سے
شاہوں سے فقیروں سے غریبوں سے غنی سے

دولت ہو ریاست ہو مگر لاش کے ہمراہ
دنیا سے زیادہ نہیں جاتا کفنی سے ؞

کیسے ہی گنہ گار ہو بخشے گا وہ صاحب
پر دور رہو شرک سے اور دل شکنی سے

دو مانگنے والے کو اگر ہو تو - وگرنہ
دل خوش تو کرو نرمی سے شیریں سخنی سے

دل کھلتے ہیں بیداری سے جوں غنچے چمن میں
کھل جاتے ہیں پہلی میں نسیم سحری سے

ہشیار رہو نفس کے قابو سے وہ سفاک
غارت ہے کیا قافلوں کو راہزنی سے

اللہ جو چاہے سو کرے چپ رہو تسلیم
توبہ کرو اندیشۂ ما و منی سے -

دیگر

ذکر اور فلک کے آگے من و سلوا کیا ہے
ذکر وہ نعمت عظمیٰ ہے کہ علوا کیا ہے

جیتے مر جائیں تو پھر موت کا دھوکا کیا ہے
پیش اندیشوں کو اندیشۂ فردا کیا ہے

اپنی ہستی سے تو ہم آپ بدل بیٹھے ہیں۔
اے فلک ہم پہ تو آنکھوں کو بدلتا کیا ہے

دہوکے دہوکے ہیں ہوا کہاؤ گے غافل
دم کی بنیاد ہوا اس پہ بھروسہ کیا ہے

آج کرنا ہے سو کر لو نہ رکھو کل کی امید
زندگی تھوڑی ہے جینے کا بھروسا کیا ہے

ہاتھ اٹھالیں تو فلک پاؤں کے نیچے آجائے
کہو زاہد سے کہ درویشوں کو سمجھا کیا ہے

ہم وہ آزاد ہیں دنیا کو بھی کر دیں آزاد
لاکھ دنیا ہو تو آزادوں کو پروا کیا ہے

رحم تسلیم یہ کرتے ہو جو عادت کے خلاف
کوئی ظلم اور نیا آپ نے سوچا کیا ہے

دیگر

فنا آباد ہے دنیا۔ کسی کا کیا ٹھکانا ہے
جسے دنیا میں آنا ہے اسی دنیا سے جانا ہے

کہاں تک بچ رہیں گے دست صیاد اجل سے ہم
کہ نیچے دام ہے اوپر ہمارا آشیانا ہے

سمجھتے ہیں جسے ہم زندگی وہ سخت دہوکا
کہ جینا اسپ تازی اور مرنا تازیانا ہے

قضا ہے خواستگار اور قابض ارواح مشاطہ
عروس جسم کا بیمار ہونا پایمانا ہے

نہانا غسل میت عطر ہے کافور کا ملنا
کفن ہے آخری جوڑا نہ پھر اس گھر کو آنا ہے

ہے رونا آخری رخصت کہ پھر ملنا نہیں ہوتا
سواری ہے جنازہ اور کلمہ شادیانا ہے

ملو گے اپنے صاحب سے اگر ہو خاتمہ اچھا
وگرنہ شرم کی جا ہے خدا کو منہ بتانا ہے

کہاں مسند کہاں تکیہ کہاں توشک کہ مرقد میں   بچھونا خاک کا ہو قتل کے ڈھیلونکا سرانا ہے
شکم کے قبر سے آنا شکم میں قبر کے جانا ✤   سرا ہے عالم فانی یہہ آنا ہے یہہ جانا ہے
خدا کی یاد میں تسلیم عمر اپنی گزارو تم   اگر فردوس کے پھولون سے سیج اپنا بنانا ہی

دیگر

تجلی میں کیا کیا تجلا ہے دیکھو   اُسی نور کا یہہ اُجالا ہے دیکھو
کہین حُسن کا اس کے چرچا ہے دیکھو   کہین عشق کا اس کے غوغا ہی دیکھو
ہے پردے میں صورت کے صورت اُسکی   یہہ صورت میں کیا کیا کرشما ہے دیکھو
یہہ بے رونقی میں ہے رونق اسی کی   ہر اک رنگ میں وہ جھلکتا ہے دیکھو
شہادت ہو یا غیب اے دید والو   وہ پنہان ہی دیکھو وہ پیدا ہے دیکھو
شبیہ بشر میں شباہت ہے اس کی   یہہ پتلے میں کیا کیا تماشا ہے دیکھو
جو سیدھا ہے تسلیم دل پر بشر کے   وہی نقش چہرہ پہ اُلٹا ہے دیکھو

دیگر

آشنا دن سے ملو دید کی لذت دیکھو   حق شناسون مین چلو دم کی حلاوت دیکھو
دل جو ہر رنگ دو دکہی ابھی یک رنگی سی   رنگ دیتی ہے خداوالونکی صحبت دیکھو
تم عبث ڈہونڈتے پہرتے ہو خدا کو ہر جا   کون ہو پہلے تم اپنی تو حقیقت دیکھو ✤
عرش تک جاتے ہیں اور آتے ہین مانند نظر   اللہ اللہ یہہ خداوالونکی ہمت دیکھو
آئینہ خانہ میں کثرت کے بصیرت والو   صاف آتی ہے نظر صورت وحدت دیکھو

زندگی مین کرو اللہ سے الفت پیدا
آ دل والون مین گر آنکھہ [illegible] تسلیم
الفت اس عالم دنیا کی ہے کلفت دیکھو
حضرت دل ہین کہ اللہ کی قدرت دیکھو

دیگر

نگاہبان خدا ہے چلو سفر کو چلو
سرا مین سو رہے آرام سے تو شب گزری
سفر وطن کا ہے لوگو خوشی سے گھر کو چلو
ہے وقت صبح کا جلدی کسو کمر کو چلو

ق

بہت سے سخت جو دل کی ہے دوسری منزل
مقام روح مین پہنچ جاؤ [illegible] برزخ
پھر مقام جلالی ہے لا ابالی سے
عبث کرتے ہو دنیا مین [illegible] ہو کر
اگرچہ سخت ہے تسلیم راہ مولا کی
مقام پہلا ہے تم گشت [illegible] نظر کو چلو
نہ تم ادہر کو چلو اور نہ تم ادہر کو چلو
ہلاک ہو گے سفر مین نہ دہر کو چلو
خدا کی کس کی ہے دیکھو خدا کے گھر کو چلو
خدا کا نام لو اور تھام لو جگر کو چلو

دیگر

جینے مین پریشانی ہے مرنے مین مزا ہے
جس وقت اجل آئیگی لے جائیگی لیکن
تم اس کا نگہبان رہو اور دیکھو تماشا
دل یاد مین اللہ کے مخمور ہے دن رات
مجذوب ہون گستاخ تو [illegible]
زلفون کے سنورنے کا بکھرنے مین مزا ہے
بے موت کے ہستی سے گزرنے مین مزا ہے
چڑھنے مین حلاوت ہے اترنے مین مزا ہے
اور دیدہ کا آنکھون کے ٹھہرنے مین مزا ہے
سالک کو تو اللہ سے ڈرنے مین مزا ہے

حق والوں سے حق بات کہیں عیب نہیں ہے	نادانوں کے منہ پر تو مکرنے میں مزا ہے
اندیشہ خدابینی کا خودبینی کا تسلیم	کرنے میں مزا اور نہ کرنے میں مزا ہے

دیگر

کہیں آزاد تھے۔ آئے کہیں محبوس تن ہو کر	بسے ہیں کس خرابے میں وطن سے بے وطن ہو کر
منازل دم کے طے کرتے ہیں اہل ذکر دنیا میں	کہیں صبح سفر ہو کر کہیں شام وطن ہو کر
نہ سمجھو ہمکو صحرائی کہ ہم باد بہاری ہیں	دکھا دیں سیر قدرت کی ابھی رنگین چمن ہو کر
ہے کس درجہ کی آزادی کہ دنیا سے نہیں جاتا	شہیدوں کے سوا لاشہ کسی کا بے کفن ہو کر
زمانہ کو ملا دی خاک میں گردش تری ظالم	ابھی تو نوجوان ہو ای فلک پیر کہن ہو کر
دکھایا دل نے منزل نفس نے پسپا کیا مجکو	دعا سے رہنما ہو کر دغا سے راہزن ہو کر
کبھی ہم تیر کے برقع میں کرتے ہیں شکار دل	کبھی ہم ہاتھ سے دل چھوڑ دیتے ہیں پرن ہو کر
کبھی عارض کے پھولوں میں جماتی رنگ ہیں اپنا	کبھی زلفوں میں بس جاتی ہیں ہم مشک ختن ہو کر
کبھی ہیں رعد افغان اور کبھی آنکھوں سے بادل ہیں	کبھی ہم برق بن جاتی ہیں تسلیم آہ زن ہو کر

دیگر

کسی شے میں نہیں دکھتا جمال یار بے پردہ	اُسی پردے میں دیکھو تم رخ دلدار بے پردہ
جسے تک فکر کر لو بعد مرنیکے کروگے کیا	حلاوت دل کو کب دیوے صدائے تار بی پردہ
خودی میں ہیچ دی ہیں من عرف سے جلوہ پر نسخ	ہیں ہم جب تک یہہ پردہ میں نہو دیدار بی پردہ
سوا عارف کے خواہ عابد ہو یا زاہد ہو یا عالم	نہو دربار باری میں کسی کو بار بے پردہ

اگر ہم وجد میں آکر کہیں تسلیم اِلّا اللہ
ابھی پردے سے ہو جائیں در و دیوار بے پردہ

دیگر

آج تقدیر سے گر یار کی آمد ہو جائے
آرزو ہے کہ زبان صرفِ خوشامد ہو جائے

چھوڑ دوں چلمنِ مژگاں کو چھپا لوں دل میں
یار اگر آنکھوں کے کمرہ میں برآمد ہو جائے

بیخودی میں نظر آئیگا خدا کا جلوہ
دل اگر ساقیٔ مست بے سرِ خود ہو جائے

دید وادید میں گر روح مری ہو تحلیل
کیا عجب روضۂ رضوان مری مرقد ہو جائے

کثرت ذکر سے گر دل کو ہو راحت تسلیم
روح دنیا کے تعلق سے مجرد ہو جائے

دیگر

شکر ہے آج کہ میں ہوں مراد دلدار بھی ہے
لطف گفتار بھی ہے لذتِ دیدار بھی ہے

آشنائی میں بھی عاشق کو ادب ہی درکار
یار دلدار بھی ہے اور دلِ آزار بھی ہے

حق پہ ناحق جو سزا دیتے ہیں خیر انکی خوشی
دیر کیوں کرتے ہیں منصور بھی ہے دار بھی ہے

سیر پروانہ ہے جائے ادب ہے بلبل
یہ چمن وہ ہے کہ یہاں گل بھی ہے اور خار بھی ہے

مطمئن دل نہیں ہوتا کہ زبان پر اُنکی
کبھی اقرار بھی ہے اور کبھی انکار بھی ہے

یہ وہ آزار نہیں ہے کہ کردیں فکر علاج
دل مسیحا بھی ہے دارو بھی ہے بیمار بھی ہے

جب تلک تن میں ہے دم آنکھ میں دیدار ہے تسلیم
سازِ دل پہ جو سر تو مضراب بھی ہے تار بھی ہے

دیگر

مرے دلربا کا بہانہ نیا ہے
بہانہ نیا کار خانہ نیا ہے

عجب بھید ہی دائرہ میں قدم کے
نئے لوگ ہیں اور زمانہ نیا ہے

برائی میں بھی ہیں خدا کو نہ بھولا
کہا نفس یہ تازیانہ نیا ہے

جب آئی یہ قالب میں وارفتہ ہوکر
کہی روح یہ تو ٹھکانہ نیا ہے

ندا آئی دیکھہ اس سفر کی حلاوت
کہ صحبت نئی آب و دانہ نیا ہے

ہیں بلبل ازل کے چمن کا ہوں لیکن
یہ گلشن نیا آشیانہ نیا ہے

یہ محفل ہے وحدت کی ای دیدوالو
ترانہ نیا شادیانہ نیا ہے

نہیں شخص اور عکس تسلیم حادث
مگر آئینہ درمیانہ نیا ہے۔

دیگر

کیا کیا مزے بتاتا ہے دل آجکل مجھے
اللہ نے دیا ہے دل بی بدل مجھے

دل سے زبان سے دم سے تصور سے ذکر ہو
بے ذکر یار کے نہیں پڑتی ہی کل مجھے

بے دیکھے یار کے کبھی راضی ہونگا میں
چلنے کو لاکھہ بار کہے گر اجل مجھے

آزاد ہوکے ذکر میں دیوانہ بن گیا
زہد و ریا میں جب نظر آیا خلل مجھے

حاضر ہوں دل کے دینے میں کیا عذر ہے مجھے
پہلے تو دیجیے آپ دل اپنا بدل مجھے

قابو سے حاسد دیکھے بچاتا ہیں اپنی جان
ہوتا یقین موت اگر بے اجل مجھے

جب غیب کے بات مجھے کیا دل رباہرا
آیا نظر کھلا ہوا دل کا کنول مجھے

دل کو پسند آتی نہیں اور نہ چاہیے
جس میں نہ ہووے ذکر خدا وہ غزل مجھے

میں پھیرتا ہوں دل کو تصور سے دم کی کل
تسلیم جب سے مل گئی کلمہ کی کل مجھے

دیگر

گر رہے غم ہے وہ انساں سے مدفن خالی
دل پُر درد سے پیدا ہوا جو تن خالی

جمع ہیں زاغ تو اک روز ہوا کھائینگے
بلبلوں سے نہ رہیگا کبھی گلشن خالی

دیکھ لیتے ہیں نظر باز حسینوں کا جمال
اہل غفلت کو نظر آتی ہے چلمن خالی

عشق جب تک نہو ہے روح کا جلوہ بیکار
لطف دیتی نہیں بے دُلہے کی دلہن خالی

نہیں برکت اُسے دنیا میں نہ عقبیٰ میں نجات
ہوا احسان سے محسن کے جو محسن خالی

نام تو یاد نہیں پر یہہ مسلمان و ہنود
پھیرتے رہتے ہیں کیوں سبحہ و سمرن خالی

چُٹکی سوزش فرقت سے مری جان کو ہے
عاشقو دیکھو بھڑکتا نہیں گلخن خالی

نہو الفت تو دلوں میں نہو پیوند کبھی
رشتہ جب تک نہو کس کام کی سوزن خالی

نہیں ممکن نہو نخوت سے کمینوں کو ضرر
سر جو پھر جائے تو ہو جاتی ہے گردن خالی

زندگی کی نہیں تسلیم دمڑی میں لذت
مرد کے شکوہ سے رہتی نہیں سوکن خالی

مثلث ذکر حق

ھو اللہ ھو اللہ ھو اللہ

علیٰ کلِّ حالٍ فقل حسبی اللہ

خدا ایک ہے لاشریک اور واحد
کہ جس پر ہے کلمہ شہادت کا شاہد
رکھے شرک سے ہم کو محفوظ اللہ۔

ہر اک شے میں پیدا ہے جلوہ خدا کا
جو خالق ہے ہر ابتدا انتہا کا

ہے باقی خدا اور فانی سوا اللہ

ہے باطن وہی اور ظاہر وہی ہے ہے اول وہی اور آخر وہی ہے

حقیقت میں فانی ہے سب ماسوا اللہ

اسی کا ہے جلوہ اُسی کا ہے عالم کہاں کے کدہر کے بھلا کون تم ہم

ہے سیر من اللہ الی اللہ و فی اللہ

اگر اوس سے اس کے ہوتا ہے واقف اُٹھا ہاتھ شکر و شکایت سے عارف

اگر خیر ہے شر ہے الحکمُ للہ ++

قُلِ الرُّوح من امرِ ربّی جو بولا + تو پردہ میں پردہ حقیقت کا کھولا

صدا ہے ہر اک شے سے اِنّی انا اللہ

خدا ہیں ہیں سب اور سب ہیں خدا ہے یہہ اُس سے جدا وہ نہ اِس سے جدا ہے

ھُو اللہ مع الکُلِ کُلُ مع اللہ +

ہر اک شے میں جلوہ عیان یار کا ہے مزہ طرفہ دلبر کے دیدار کا ہے

وھو کُلِ شیئٍ فارجعِ اِلی اللہ +

محبت کا سامان کہیں باندھتا ہے کہیں وصل دیتا کہیں راندتا ہے

عجب بھید ہے اُسکا واللہ فی اللہ

موحد وہی جو حقیقت کو پائے جو عارف کہائے اگر شرک لائے

علٰے حالہٖ فالہٖم لعنۃُ اللہ

کسی کی عداوت سے رنجیدہ ہونا کسی کی محبت سے خندیدہ ہونا۔
نہیں کام عارف کا استغفر اللہ

ہر اک وقت ہر جائے ہر شے سے عارف ظہور تجلّی حق سے ہو واقف
مِنَ الْقَلْبِ وَ اَنْفَاسِكَ قُلْ هُوَ اللّٰہ

اگر کوئی دشمن ہو یا دوست میرا۔ مگر شغل دل ہے ہمہ اُوست میرا
بھلائی برائی ہے منجانب اللہ

کبھی قبض ہے اور کبھی بسط جاری نہیں ایک حالت پہ حالت ہماری
ہے ارشاد حضرت کا بس لِی مَعَ اللّٰہ

اگرچہ مکان لامکان میں وہی ہے نشان میں وہی بے نشان میں وہی ہے
مگر غیر مرشد نہ حاصل ہو اللہ

گنہگار میں ہوں۔ غفار تو ہے بھرا عیب سے ہوں میں ستار تو ہے
مجھے یاس کیونکر ہو مِن رَّحْمَتِ اللّٰہ

ہوا ختم جب ذکرِ خلّاقِ اکبر زبان تربتِ مشکِ اذفر سے تر کر
کہا دل نے تسلیم کو بارک اللہ

تمام شد

قطعہ تاریخ طبع از مولف عفی عنہ

انتخاب کلام تسلیم است — بے بدل بے نظیر در عالم
سال طبعش ادیب را غیب — تازہ گلبانگ معرفت گفتم

۱۳۲۶ ہجری

قطعہ تاریخ طبع کتاب از محبی و مشفقی محمد عبد الکریم صاحب المتخلص بہ طالب مرید صادق حضرت قبلہ قدس سرہ

طبع چوں گلدستہ تسلیم شد — از سعی شہ ولی فرخندہ بخت
سال طبعش طالب تسلیم را — گفت ہاتف گفتگوے معرفت

۱۳۲۶ ہجری

اعلان

اگرچہ اس سے قبل حیات تسلیم کے دوسرے حصہ میں حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز کے جملہ تصانیف کے انتخاب کے ساتھ اردو غزلیات کا بھی کچھ انتخاب درج کیا گیا تھا مگر وہ بہت ہی مختصر اور چیدہ چیدہ اشعار کے ساتھ تھا اس لئے بعض معتقدین کا یہ اصرار رہا کہ آپکے اُردو غزلیات کا انتخاب ایک مستقل رسالہ کی صورت میں شائع کیا جائے۔ لہذا حضرت کے اُردو دیوان سے یہ انتخاب مریدین و طالبین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ امید کہ ہر شخص اس انتخاب کی خریداری میں شریک ہو کر پند و نصائح و رموز معرفت تصوف سے بہرہ اندوز ہوگا۔ انتخاب ہذا کی قیمت بلحاظ فوائد عامہ صرف ۳ علاوہ محصول ڈاک رکھی گئی ہے۔ مولف سے بمقام گلشن آباد میدک یا مطبع محبوب الانتظار مال سے بمقام بلدہ حیدرآباد دکن علاوہ ہر شخص طلب کر سکتا ہے۔ ۱۲

خاکسار
شاہ محمد ولی اللہ قادری



کے جلہ
کیا تھا
معتقدین کا
مہور تھیں
ین و
کی
نہ ہوگا
ی گئی ہے
سے بمقام
وری